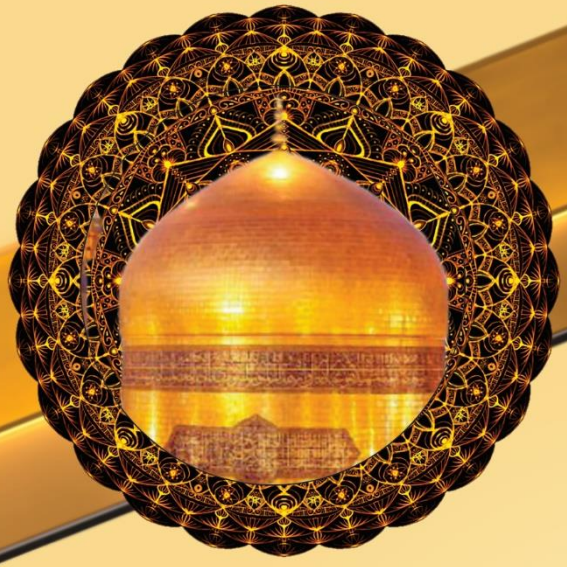

۹ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ / 10 جنوری 2025ء

اذیّت رسانی کی حُرمت

اور

ہماری حالت

(مع تذکرۂ مولَی المسلمین سیدنا علی رضی اللہ عنہ)

(دوسرا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel Jamia Nizamia Rizvia

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ۔ [الاحزاب 58:33]

جو بُرائی معاشرے میں عام ہو جائے لوگوں کے دلوں سے اُس کی ہیبت ختم ہو جاتی ہے، پھر لوگ اُسے باعثِ شرم نہیں سمجھتے، بلکہ اگر وہ گناہ بہت زیادہ رائج ہو جائے تو نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ معاذ اللہ! لوگ اُس کا نام تبدیل کر کے اُسے اچھا سمجھنے لگتے ہیں۔ اِس قسم کے کئی جرائم کی مثالیں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ مثلاً:

- فحاشی / بے حیائی قطعی طور پر حرام ہے اور خواتین کا بے حجاب بازاروں میں گھومنا گناہ ہے۔ کچھ عرصہ پہلے اگر کوئی خاتون بے پردہ ہوتی تو اُس کے متعلقین اُسے بُرا بھلا کہہ کر اِصلاح کرتے... مگر یہ برائی اتنی عام ہو چکی ہے کہ اب اِسے معیوب سمجھا ہی نہیں جاتا، بلکہ "روشن خیالی" اور "فیشن" وغیرہ کا نام دے کر لوگ اِسے اچھا قرار دینے لگے ہیں، نعوذ باللہ!
- جھوٹ، وعدہ خلافی، دھوکا دہی، بد دیانتی اور قومی مفادات پر ذاتی فائدے کو ترجیح دینا... ایسی بُرائیاں ہیں جن کی اسلام میں قطعًا گنجائش نہیں، مگر اب یہ سب کچھ اِس طرح چلتا ہے کہ لوگ اِن میں عار محسوس ہی نہیں کرتے، بلکہ اِن قبائح کو "یوٹرن"، "سیاست" اور "چالاکی" قرار دے کر اِن میں اپنی کامیابی تلاش کرتے ہیں۔ اقبال علیہ الرحمہ نے خوب کہا تھا:

تھا جو "ناخُوب" بتدریج وہی "خُوب" ہُوا　　کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

مسلمان کو بے جا تکلیف پہنچانا گناہِ کبیرہ ہے، جس کی قرآن وسنّت میں سخت مذمّت فرمائی گئی ہے... مگر یہ جُرم بھی اتنا عام ہو چکا ہے کہ دوسروں کو اذیّت دیتے ہوئے لوگوں کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی... بلکہ بعض احمق اِسے "تفریح" سمجھ کر اتنی ڈھٹائی سے ارتکاب کرتے ہیں کہ قیامت میں جب حساب لیا جائے گا تو سخت عذاب کے مستحق قرار پائیں گے، نعوذ باللہ من ذٰلک!

ایذائے مسلم کتنا بڑا جُرم ہے! اِس کا اندازہ اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روایت کردہ ارشادِ نبوی سے کیجیے:

فَإِنَّ أَزۡنَى الزِّنَا عِنۡدَ اللّٰہِ اسۡتِحۡلَالُ عِرۡضِ امۡرِئٍ مُّسۡلِمٍ ۔ یعنی "بارگاہِ الٰہی میں سخت ترین بدکاری یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عزت کو پامال کیا جائے۔" پھر سرکارِ دوعالم ﷺ نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی: وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ۔ [الاحزاب 58:33] یعنی "جو لوگ مسلمان مَردوں اور عورتوں کو اُن کی کسی خطا کے بغیر ستاتے / تکلیف دیتے ہیں اُنھوں نے بہتان اور کُھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر لیا۔" (مسند ابو یعلیٰ: 4689۔ شعب الایمان: 6285، اسنادہ صحیح أو حسن)

گزشتہ خطبہ میں مسلمانوں کو تکلیف دینے کے حوالے سے کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا تھا۔[1] رجب المُرجّب کی 13 تاریخ کو حیدرِ کرّار سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یومِ ولادت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کے ذکرِ خیر سے برکت لیتے ہوئے آج کا موضوع گزشتہ سے پیوستہ ہو گا۔

---

[1] خطبہ پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1i0jQe69m9lwqbtma6AMQmm7aBBBrz567/view?usp=sharing

کارہائے خیر میں اذیّت رسانی

ربّ تعالیٰ جسے نوازنا چاہے اُسے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ مال و دَولت اور دنیاوی مناصب ایسی چیزیں نہیں جن میں دوسروں سے آگے نکلنے کی فکر کی جائے، بھلائی کے کام ہی اِس لائق ہیں کہ انسان کو اُن میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ... "نیکیوں میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو!" [البقرۃ:2:148]

دینِ متین سکھاتا ہے کہ کارہائے خیر میں ایسا انداز ہر گز اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی مسلمان کو بے جا تکلیف پہنچے۔ ایک شخص اچھی نیت سے نیکی کرے، مگر کم علمی یا تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اُس کا طریقہ کار ایسا ہو جو دوسرے مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بنے تو وہ نیکی کے بجائے گناہ کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں کئی ایسی صورتیں پائی جاتی ہیں کہ لوگ خیر و بھلائی کے کاموں میں دوسروں کی دل آزاری کر کے گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اِس کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ مثلاً:

خیرات و احسان میں اذیت: صدقہ و خیرات کرنا اور کسی بھی طرح سے مسلمان پر احسان کرنا نہایت پسندیدہ اعمال ہیں۔ ربّ تعالیٰ معمولی مقدار میں دینے والے پر بڑا کرم فرماتا ہے اور بے لوث احسان کرنے والے کو احسانِ عظیم سے نوازتا ہے، مگر عموماً خیرات و احسان کا انداز ایسا اختیار کیا جاتا ہے جس سے نیکی بھی برباد ہو سکتی ہے اور مسلمان کی دل آزاری کا گناہ بھی ہوتا ہے۔ جیسے:

- مستحقین کو بلاوجہ دیر تک قطاروں میں کھڑا کرنا یا بے سبب اُن کے کئی کئی چکر لگوانا۔
- خیرات لینے والوں کی تصاویر / ویڈیوز وائرل کر کے اُن کی تذلیل کا سبب بننا۔
- اُن کے ساتھ توہین آمیز لہجے میں بات کرنا۔
- احسان جَتلانا، یعنی نیچا دکھانے / طعنہ دینے کے لیے یہ ظاہر کرنا کہ مَیں نے تم پر فلاں احسان کیا تھا۔

ایذا اور احسان جتلانے کا انجام: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى۔ "اے ایمان والو! احسان جَتلا کر اور اذیّت دے کر اپنے صدقات کو برباد / ضائع نہ کرو!" [البقرۃ:2:264]

اُسوۂ صدیقی و مرتضوی: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ "وہ لوگ جو رات اور دن میں، پوشیدہ اور اِعلانیہ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اُن کے ربّ کے پاس اُن کے لیے اُن کا اجر ہے، اُن پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔" [البقرۃ:2:274]

یہ آیتِ کریمہ سیدنا ابو بکر صدیق یا سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ (کتبِ تفاسیر) دونوں نے اپنا اپنا مال راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ ایسے حسین انداز میں خرچ کیا کہ قبول فرمانے والے نے خود اُن کی تعریف فرمائی اور اُنھیں اُسوہ و نمونہ قرار دیا۔

محافل میں اذیّت: یادِ خدا تعالیٰ وذکرِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ ہیں، مگر کئی مرتبہ دینی محافل یا دیگر تقریبات میں اذیّت رسانی سے بچنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ مثلاً: اتنا تیز ساؤنڈ استعمال کیا جاتا ہے کہ قُرب وجوار کے مریض اور بچے یا عمر رسیدہ افراد متأثر ہوتے ہیں، بلکہ کئی مرتبہ تو خود شرکائے محفل بھی پریشان ہو جاتے ہیں... یوں ہی رات گئے تک محافل کو جاری رکھا جاتا ہے، جس سے شرکا کی دیگر مصروفیات مُتأثر ہوتی ہیں اور اُنھیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ دینی تقاضوں کے خلاف ہے۔[1]

حج وعمرہ میں اذیّت: عمرہ اور حجِ بیت اللہ وہ سعادتیں ہیں جن کے لیے مسلمان کا دل بے تاب رہتا ہے، مگر حج وعمرہ کرنے والوں کی ایک تعداد حَرَم شریف میں دوسرے مسلمانوں کو تکلیف دے کر وہاں کے سخت ترین گناہ کا بوجھ اپنے سر لیتی ہے، مثلاً: حجرِ اسود یا کسی اور مقدّس چیز کا بوسہ لینے کے لیے دھکم پیل کرنا... خاص مقام پر اپنے لیے جگہ بنانے کی خاطر دوسروں کو اذیّت دینا... بلا اجازت دوسرے شخص کا جوتا پہن کر اُسے پریشان کرنا... دوسروں سے بے جا جھگڑا کر کے اُن کا دل دکھانا۔ چونکہ یہ اُمور سخت گناہ ہیں اور حج یا عمرہ کرنے والا ثواب حاصل کرنے کے لیے وہاں جاتا ہے؛ لہٰذا اُسے اِن کاموں سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

عِیادت میں اذیّت: بیمار کی عیادت کرنا اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ حضرت ابو فاختہ سعید علیہ الرحمہ کہتے ہیں: حیدرِ کرّار سیدنا علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: میرے ساتھ چلو! حسن (رضی اللہ عنہ) کی عیادت کرتے ہیں! ہم سیدنا حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے تو سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ اشعری رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ مولَی المسلمین رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا: عیادت کے لیے آئے ہیں یا زیارت وملاقات کے لیے؟ اُنھوں نے کہا: عیادت کے لیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

- مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ۔ ”جو مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی بیمار پُرسی کرے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اُسے دُعائیں دیتے ہیں۔“
- وَإِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ۔ یعنی ”جو مسلمان شام کو کسی مسلمان کی مزاج پُرسی کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اُس کے لیے دُعائیں کرتے ہیں۔“
- وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ۔ ”اور عیادت کرنے والے کے لیے جنّت میں ایک باغ ہو گا۔“ (جامع ترمذی، حدیث:969)

افسوس کہ نادانی کی وجہ سے کئی مرتبہ بیمار پُرسی میں مریض کو پریشان کر دیا جاتا ہے، مثلاً: بیمار کے پاس اتنی دیر بیٹھنا کہ وہ اُکتا جائے (اگر آنے والے کے بیٹھنے سے بیمار خوش ہو تو حسبِ موقع بیٹھنا چاہیے، ورنہ مختصر عیادت سنّت ہے)... اُسے غیر ضروری مشورے دینا... فضول سوالات کرنا... بیماری کے حوالے سے پریشان کُن بات کرنا، جیسے: یہ تو بہت خطرناک بیماری ہے... یا اُسے دوسرے

---

[1] حکیم الاُمّت علیہ الرحمہ نے ”مرآۃ المناجیح“ میں حدیثِ مبارک: وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ... (مشکوٰۃ المصابیح:252) کے تحت بے جا وعظ وتقریر اور لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے متعلق بہت نصیحت آموز کلام فرمایا ہے۔

مریضوں کے مایوس کُن حالات بتانا(مریض سے ایسی بات کرنی چاہیے جس سے اُس کا دل خوش ہو، مثلاً: اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ جلد شفایاب ہو جائیں گے، یہ بیماری اِن شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لیے مغفرت کا ذریعہ بن جائے گی)۔

مساجد میں اذیّت: مساجد سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور مسجدوں سے دل لگانے والے خوش نصیب کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا۔ کتنی محرومی کی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے گھر میں حاضر ہو، مگر اپنی نالائقی کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف دے کر گناہ کا مستحق ٹھہرے! یہ خامی بھی ہمارے اندر عام ہے۔ مثلاً:

- کچھ نمازی مسجد میں اپنے لیے جگہ مختص کر لیتے ہیں، اگر کوئی دوسرا اُن کے آنے سے پہلے وہاں بیٹھ جائے تو اُسے پریشان کرتے ہیں۔
- مسجد میں اُونچی آواز سے باتیں کرنا یا نمازیوں کے پاس تلاوت و اذکار میں آواز بلند کرنا اُن کے لیے تشویش کا باعث بنتا ہے۔[1]
- دو افراد کے درمیان جگہ موجود نہ ہونے کے باوُجود اُن میں گُھس کر بیٹھ جانا یا گردنیں پھلانگ کر گزرنا بھی تکلیف دہ امر ہے۔
- کوئی بدبُودار چیز، مثلاً کچا لہسن، پیاز کھا کر یا سگریٹ پی کر مسجد میں جانا، یوں ہی بدبُودار کپڑے پہن کر یا تَعَفُّن والی چیز ساتھ لے کر مسجد میں جانا گناہ ہے اور اِس سے لوگوں کے علاوہ فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ (دیکھیے: فتاوٰی رضویہ: 1/839۔ بہارِ شریعت: 1/648)

اذیّت رسانی سے بچنے کی ضرورت: خیر و بھلائی کے کام بلاشبہ سعادت و رحمت کا ذریعہ ہیں، اِن میں گناہ اور مسلمان کی بے جا دل آزاری سے بچنا بہت ضروری ہے؛ کیونکہ نیکی میں دوسروں کو تکلیف دینا ایسے ہی ہے جیسے صاف شفاف پانی سے بھرے ٹینک میں نجاست ڈال دینا۔ پانی کتنا ہی عمدہ اور زیادہ کیوں نہ ہو، جب اُس میں معمولی نجاست پڑ جائے تو وہ قابلِ استعمال نہیں رہتا... یوں ہی نیکیاں بہت زیادہ ہوں تب بھی دل آزاری اور دیگر گناہوں کی نحوست اُنھیں لے ڈُوبتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! فلاں خاتون کے بارے میں چرچا ہے کہ وہ بہت نوافل پڑھتی ہے، کثرت سے (نفلی) روزے رکھتی ہے، بھلائی کے کام بڑھ چڑھ کر کرتی ہے اور صدقہ و خیرات وافر مقدار میں کرتی ہے، مگر وہ اپنی زبان (وغیرہ) سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے! فرمایا: هِيَ فِي النَّارِ۔ "(اگر توبہ کیے بغیر مَر گئی تو) وہ آگ میں ہے۔" سائل نے پوچھا: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! فلاں عورت کی نمازوں، روزوں اور صدقات کی کمی کا ذکر ہوتا ہے، وہ زیادہ نوافل نہیں پڑھتی اور (غربت کی وجہ سے) پنیر کے کچھ ٹکڑے ہی خیرات کر پاتی ہے، مگر وہ اپنی زبان (وغیرہ) سے اپنے پڑوسیوں کو اذیّت نہیں دیتی! ارشاد فرمایا: هِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ "وہ جنّتی ہے۔"

(مسند احمد، حدیث: 9675۔ شعب الایمان، حدیث: 9098۔ المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 7305۔ تشریح ماخوذ از مرقاۃ و مرآۃ)

---

[1] اتنی بلند آواز سے تلاوت کرنا درست نہیں جس سے خود کو تکلیف ہو یا نمازی کو تشویش ہو یا جائز نیند سونے والے کے آرام میں خلل پڑے یا بیمار کو اذیّت ہو یا عوامی مقام پر لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف ہوں اور کوئی بھی سننے کے لیے حاضر نہ ہو۔ (فتاوٰی رضویہ، ج: 23، ص: 883، مسئلہ: 135، ملخصًا)

وفات یافتگان کو اذیّت رسانی

علمائے کرام نے مختلف احادیثِ کریمہ کی روشنی میں یہ اُصول بیان فرمایا کہ مسلمان کی زندگی میں بھی اُس کے احترام واِکرام کا حکم ہے اور اُس کی وفات کے بعد بھی اُس کی تکریم وتعظیم باقی ہے۔(حوالہ جات کے لیے ملاحظہ کیجیے: فتاوٰی رضویہ،ج:9،ص:441تا453)

ہمارے دَور میں زندہ لوگوں کو ستانا بھی عام ہے اور وفات یافتگان کو بھی مختلف طریقوں سے تکلیف دی جاتی ہے، مثلاً:

- کسی عزیز کی وفات پر آنکھوں میں آنسو آجائیں تو یہ رحمت ومحبّت کی نشانی ہے، مگر میّت پر واویلا یا نوحہ کرنا، پیٹنا، دھاڑیں مارنا اور چلّا کر رونا، اُونچی آوازیں نکالنا اور میّت کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا شرعًا ناجائز ہے اور اِس سے مرنے والے کو اذیّت ہوتی ہے۔
- میت کے پیٹ پر کوئی بہت بھاری چیز رکھ دینا یا اُس کے جبڑے وغیرہ ضرورت سے زیادہ کَس کر باندھنا اُس کے آزار کا سبب ہے۔
- مسلمان کا جنازہ اِس طرح بے احتیاطی کے ساتھ لے کر چلنے کی بھی اجازت نہیں کہ اُسے جھٹکے لگنے سے تکلیف ہو۔
- مسلمان میّت کا پوسٹ مارٹم کرنا... اُس کے اعضا نکال لینا... اُس پر تجربات کرنا... یا کسی اور ذریعے سے اُس کی بے حُرمتی کرنا سخت گناہ ہے اور اِس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے... تاہم کسی شرعی عذر کی صورت میں پوسٹ مارٹم کی گنجائش ہے، مثلاً: اِس سے کسی بے گناہ کی جان بچ سکتی ہو یا پوسٹ مارٹم کے بغیر تدفین میں شدید قانونی پیچیدگی ہو۔[1]

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا۔ یعنی ”جس طرح زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا حرام ہے، اِسی طرح وفات یافتہ مسلمان کی ہڈی توڑنا (اُسے اذیّت دینا) بھی حرام ہے۔“

(سنن ابو داؤد، حدیث:3207۔ سنن ابن ماجہ، حدیث:1616، ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح)

- متعدّد احادیثِ کریمہ میں حکم ہے کہ مسلمان کی تدفین میں تاخیر نہ کی جائے؛ لہٰذا کسی شرعی مجبوری کے بغیر کئی دن تک میّت کو دفن نہ کرنا ناجائز ہے اور اُس کے آزار کا سبب ہے۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کی نعش کو سَرد خانے میں رکھ دینا جائز نہیں، تاہم کوئی شرعی عذر ہو... مثلاً مناسب وقت تک کے لیے رکھ کر قاتل کا کھوج لگایا جاسکتا ہو... تو مجبورًا اجازت ہے۔
- قُبورِ مسلمین کی توہین کرنا بھی بڑا گناہ ہے اور اِس سے قبروں میں آرام فرما مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے۔ جیسے کہ:
  - قبر پر بیٹھنا، لیٹنا، سونا... یا اُس پر پاؤں رکھنا... یا قبروں کو راستہ بنانا۔
  - قبر پر بَول وبراز کرنا... یا اُس پر نَجاست پھینکنا۔
  - شرعی عذر کے بغیر مسلمان کی قبر کھول دینا... قبر سے مسلمان میت کی باقیات کو نکال کر دوسری میت کو وہاں دفن کرنا... مسلمان کی قبر کا نشان مٹا دینا یا اُسے زمین کے برابر کر دینا۔

---

[1] خدانخواستہ ایسی مجبوری پیش آنے کی صورت میں دار الإفتا سے رابطہ کر کے صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہیے، پھر بتائے گئے شرعی حکم پر عمل کرنا چاہیے۔

کس قدر بد بخت ہیں وہ لوگ جنھوں نے شرک وبدعت کا ڈھنڈورا پیٹ کر جنّت البقیع اور جنّت المعلٰی شریف میں آرام فرما صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان کے مزاراتِ عالیہ سے گنبد گرائے، قبورِ مبارکہ پر بلڈوزر چلائے اور اُنھیں گزرگاہ بنادیا۔

❖ وفات یافتگان کو اُن کے زندہ متعلقین کے اعمال دکھائے جاتے ہیں۔ اگر زندہ افراد بُرے اعمال کریں تو اِس سے اُن کے مُردوں کو بہت پریشانی ہوتی ہے، یوں انسان اپنے اعمالِ بد کا گناہ بھی اپنے سر لیتا ہے اور وفات یافتگان کو ستانے کا گناہ بھی۔

سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے:

- إِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلٰى أَقَارِبِكُمْ وَعَشَائِرِكُمْ مِنَ الْأَمْوَاتِ۔[1] یعنی "یقیناً تمہارے وفات یافتہ قریبی تعلّق داروں اور خاندان والوں کے سامنے تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں (جس سے اُنھیں خوشی یا پریشانی ہوتی ہے)۔"
- فَإِنْ كَانَ خَيْرًا اسْتَبْشَرُوْا بِهٖ۔ "اگر پیش کیے گئے اعمال اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔"
- وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ، قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُمْ حَتّٰى تَهْدِيَهُمْ كَمَا هَدَيْتَنَا۔[2] اور دوسری طرح کے اعمال ہوں تو وہ دُعا کرتے ہیں: خدایا! اُنھیں موت سے پہلے ہدایت (توبہ اور اعمالِ صالحہ کی توفیق) عطا فرمانا جیسا کہ تُو نے ہمیں ہدایت سے نوازا!"

(مسند احمد، حدیث: 12683، إسنادہٗ ضعیف[3])

❖ زندہ شخص کے عیب بیان کیے جائیں تو اُسے بُرا لگتا ہے، یوں ہی وفات پانے والوں کی بُرائی کرنے سے اُنھیں بھی دُکھ پہنچتا ہے۔ چنانچہ حکم ہے کہ شرعی حکمت کے بغیر وفات پاجانے والے مسلمانوں کے عیب بیان نہ کیے جائیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ۔ "اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور (بلاوجہ) اُن کی برائیاں ذکر نہ کرو۔" (سننِ ابوداؤد: 4900، صحیح لغیرہٖ)

❖ وصال کر جانے والوں کو تکلیف پہنچانے کی بدترین صورت یہ ہے کہ محبوبانِ خدا خصوصًا صحابۂ کرام یا اہلِ بیتِ عظام علیہم الرضوان کے بارے میں بدزبانی کی جائے اور اُن کے باہمی معاملات کے سبب اُن میں سے کسی کی توہین کی جائے۔ اِس گھٹیا و قبیح حرکت سے ربّ تعالٰی بھی ناراض ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور اِن نفوسِ قدسیہ کو بھی دکھ پہنچتا ہے۔

گستاخانِ صحابہ سے سیدنا علی کی براءت: رجب المرجّب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یومِ ولادت ہو یا دیگر مواقع... کچھ بد نصیبوں کو غلط فہمی ہے کہ شاید خلفائے راشدین، سیدنا عمرو بن عاص، سیدنا ابوسفیان یا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کی بے ادبی

---

[1] زاد الإمام أبوداؤد: فَمُسَاؤُوْنَ وَمُسَرُّوْنَ۔ (کتاب الزھد، رقم الحدیث: 211)

[2] وفی روایۃ الطبرانی: اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْهُ عَمَلًا صَالِحًا تَرْضٰى بِهٖ وَتُقَرِّبُهٗ إِلَيْكَ۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 148)

[3] سرکارِ دوعالم ﷺ اور دیگر وصال یافتگان کے سامنے اعمال پیش ہونے سے متعلق متعدد روایات ہیں، اِن میں بعض کی اسانید ضعیفہ ہیں، مگر مجموعۂ روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے: نہایۃ الآمال فی صحۃ حدیث عرض الأعمال۔

سے وہ حیدرِ کرّار کرّم اللہُ تعالٰی وجہہ الکریم کو خوش کرتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں صحابہ کی گستاخی سے مولَی المسلمین کرّم اللہ وجہہٗ بھی سخت ناراض ہوتے ہیں اور گستاخ سے اپنا تعلّق توڑ دیتے ہیں۔

حضرت ابو محمد عبد اللہ مُہتدِی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مَیں حج بیت اللہ کے لیے حاضر ہوا، حرمِ اقدس میں پہنچا تو مجھے ایک شخص کے بارے میں بتایا گیا کہ اُسے پانی کی حاجت نہیں پڑتی۔ مَیں نے اُس سے وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگا: مَیں حِلّہ (عراقی شہر) کا باشندہ ہوں، میرا تعلق شیعہ (صحابہ کے گستاخ) مسلک سے تھا۔ ایک رات کو مَیں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے... لوگ سخت تکلیف، مصیبت اور پیاس میں مبتلا ہیں اور مجھے بھی سخت پیاس لگی ہوئی ہے۔ مَیں رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حوضِ کوثر پر حاضر ہوا، وہاں آپ کے چاروں یار موجود تھے۔ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی جام بھر بھر کر پلا رہے تھے، سیدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی سیر اب کر رہے تھے، سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی پیاسوں کی تِشنگی دُور کر رہے تھے اور سیدنا علیِ مرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی شربتِ کوثر تقسیم فرما رہے تھے۔

مَیں سیدنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس حاضر ہوا؛ تاکہ وہ مجھے جامِ کوثر عطا کریں، اُن کے پاس اِس لیے گیا کہ مجھے اُن پر ناز تھا، محبت تھی اور اُنھیں دیگر سے مقدّم سمجھتا تھا۔ اُنھوں نے مجھ سے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر پیاس کا مارا باری باری سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے بھی اِعراض فرمایا۔

اتنے میں امام الانبیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نظر پڑی تو آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! مجھے سخت پیاس لگی ہے، مَیں حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس گیا ہوں؛ تاکہ وہ مجھے جامِ کوثر پلائیں، مگر اُنھوں نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میری بات سُن کر مالکِ کوثر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: كَيْفَ يَسْقِيكَ وَأَنْتَ تُبْغِضُ أَصْحَابِي! یعنی "میرے صحابہ سے بُغض رکھنے والے کو میرے حوضِ کوثر سے عسل کیسے پلائے گا! (بغضِ صحابہ کی نجاست سے لتھڑا بدبخت پاکیزہ کوثر کے قابل نہیں)" مَیں نے عرض کی: حضور! میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ فرمایا: نَعَمْ! أَسْلِمْ وَتُبْ! وَأَسْقِيكَ شَرْبَةً لَّا تَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا۔ یعنی "تم اپنے بُرے عقائد سے توبہ کر کے اسلامی عقائد اختیار کر لو تو مَیں تمھیں ایسا مشروب پلاؤں گا کہ پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔"

مَیں نے سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دستِ اقدس پر توبہ کی اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے ایک پیالہ عنایت کیا، مَیں نے اُسے پی لیا، پھر آنکھ کھلی تو پیاس کا نام و نشان نہیں تھا۔ تب سے یہ حالت ہے کہ چاہوں تو پانی پی لیتا ہوں اور نہ پیوں تو پیاس نہیں لگتی۔ پھر مَیں اپنے علاقے میں واپس گیا اور تمام گستاخانِ صحابہ سے قطع تعلّقی اختیار کر لی۔

(مِصباح الظَّلام فی المُستَغِیثِین بِخَیرِ الأنام فی الیَقَظَۃِ والمَنام،[1] باب فیمن استغاث من شدّۃ العطش، ص:74، دار الکتب العلمیۃ)

---

[1] جامعہ نظامیہ رضویہ کے سابق شیخ الحدیث شرفِ ملّت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے "پکارو یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" کے نام سے اِس کتاب کا خوب صورت ترجمہ فرمایا ہے۔ عربی، اردو... دونوں کتب انٹرنیٹ سے پی۔ڈی۔ایف میں مفت ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہیں۔

حرفِ آخر: ایصالِ آزار... دونوں جہان کا عار

گناہ میں مبتلا ہونے سے بھی بڑی آفت یہ ہے کہ انسان کے دل سے گناہ کی ہیبت ختم ہو جائے؛ کیونکہ اگر دل میں برائی پر شرمندگی باقی ہو تو کسی نہ کسی وقت انسان اُس سے توبہ ورجوع کر ہی لیتا ہے، لیکن خدانخواستہ بُرے کام کو بُرا سمجھنے کے بجائے اُس پر ناز کرنے لگے تو ندامت اور توبہ کا تصوّر کہاں!

یہی صورتِ حال مسلمانوں کو اذیّت پہنچانے کے سنگین جُرم کی بھی ہے، قرآن وسنّت میں اِس پر سخت وعیدیں اور لرزا دینے والی تہدیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں، مگر ہمارے دَور میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو احساس ہی نہیں کہ یہ گناہِ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، جب جُرم کی ہیبت ہی ختم ہوگئی تو اُس سے بچنے کی سوچ کیسے پیدا ہو!

مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے مبیّنہ یومِ ولادت کی مناسبت سے آپ کے ایک حسین ارشادِ گرامی کو دل میں نقش کر لیجیے! ان شاء اللہ تعالیٰ گناہوں سے آلودہ معاشرے میں رہ کر خود کو اذیّت رسانی اور دیگر بُرائیوں سے بچائے رکھنے کا سلیقہ آجائے گا۔

حیدرِ کرّار سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: كُوْنُوْا فِي النَّاسِ كَالنَّحْلَةِ فِي الطَّيْرِ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الطَّيْرِ شَيْءٌ إِلَّا وَهُوَ يَسْتَضْعِفُهَا، وَلَوْ يَعْلَمُ الطَّيْرُ مَا فِيْ أَجْوَافِهَا مِنَ الْبَرَكَةِ لَمْ يَفْعَلُوْا ذٰلِكَ بِهَا۔ یعنی لوگوں میں ایسے رہو جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی رہتی ہے۔ ہر پرندہ اُسے کمزور سمجھتا ہے، حالانکہ اگر پرندوں کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے پیٹ میں کیا برکت رکھی ہے تو وہ اُس کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے (پرندے شہد کی مکھی کو حقیر سمجھتے ہیں، مگر وہ تکلیف دینے کے بجائے انسانوں کو اپنا بابرکت شہد فراہم کرتی رہتی ہے... یوں ہی لوگ اگرچہ تمہیں کم تر سمجھیں اور تمہارے ساتھ اچھا رویہ نہ رکھیں تب بھی تم اُنھیں دُکھ نہ دو، بلکہ بابرکت بن کر بھلائی عام کرو)۔

مزید فرمایا: خَالِطُوا النَّاسَ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَأَجْسَادِكُمْ وَزَايِلُوْهُمْ بِأَعْمَالِكُمْ وَقُلُوْبِكُمْ۔ یعنی اپنی زبانوں اور جسموں کے ساتھ لوگوں میں رہو، مگر اپنے اعمال اور دلوں کو اُن سے جُدا رکھو (جسمانی طور پر لوگوں میں رہو اور اُن کے ساتھ اچھی گفتگو کرو، مگر بُرے کاموں میں اُن کا ساتھ نہ دو اور دلی طور پر اُن سے الگ رہو... دل میں دُنیا والوں کو بسانے کے بجائے اُسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے آباد رکھو)!

پھر آپ نے فیصلہ کُن جملہ ارشاد فرمایا: فَإِنَّ لِلْمَرْءِ مَا اكْتَسَبَ وَهُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی ہر انسان کو اُس کے اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا اور روزِ قیامت وہ اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا تھا۔

(مسند الدارمی، باب فی اجتناب الأهواء، الرقم: 320۔ تاریخ مدینة دمشق، ج:42، ص:509۔ إسنادہٗ صحیح)

آخری دو خطبات میں ہونے والی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- وقت نہایت قیمتی چیز ہے، جو ہاتھ سے نکل جائے تو دوبارہ نہیں ملتی؛ لہٰذا اپنا وقت بھی برباد نہیں کرنا چاہیے اور دوسروں کا وقت ضائع کر کے اُن کی دل آزاری بھی نہیں کرنی چاہیے۔ چنانچہ:
  - تقریبات میں وقت کی پابندی ہونی چاہیے۔
  - نیز دوسروں سے رابطہ یا ملاقات کرتے ہوئے اُن کی مصروفیات کا لحاظ کرنا چاہیے۔
- مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں داخلہ کا سبب ہے، جب کہ راستوں کے حوالے سے اُنھیں اذیّت دینا سخت گناہ ہے۔
- کسی کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے سے اُسے پریشانی ہوتی ہے، اِس سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔
- خیر و بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی ضروری ہے کہ کسی مسلمان کو بے جا تکلیف نہ پہنچے؛ لہٰذا صدقہ و خیرات کرنے میں... دینی محافل کے انعقاد میں... حج و عمرہ کی سعادت میں... اور عبادت و مساجد کی حاضری میں... کسی بھی طرح سے دوسروں کو رَنج نہیں دینا چاہیے۔
- جس طرح زندہ مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، یوں ہی وفات یافتہ مسلمان کو اذیّت دینا بھی سخت جُرم ہے، چنانچہ:
  - واویلا و نوحہ کرنے، اونچی آواز سے رونے اور پیٹنے وغیرہ کے ذریعے مُردوں کو پریشان نہیں کرنا چاہیے۔
  - عذرِ شرعی کے بغیر کسی بھی طرح سے مسلمان کی نعش کی بے حرمتی کرنا سخت گناہ ہے۔
  - قبورِ مسلمین کی توہین بھی بڑا جُرم ہے۔
  - ہمارے وفات یافتہ متعلقین کو ہمارے بُرے اعمال دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے، چنانچہ اچھے اعمال کر کے اُنھیں خوش کرنا چاہیے۔
  - صحابۂ کرام یا اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم کی بے ادبی سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر کو بھی اذیّت ہوتی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی گستاخوں سے بیزار ہیں؛ لہٰذا اِن نفوسِ قدسیہ کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ سے کرنا چاہیے۔

شرعی مسئلہ: ماہِ رجب میں کئی لوگ میٹھی روٹیاں پکا کر سورۂ ملک کی تلاوت کرتے ہیں، پھر ان میٹھی روٹیوں کو اپنے وفات پا جانے والے عزیزوں کے ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ کر دیتے ہیں۔ اِسے عوامی زبان میں "تبارک کی روٹی" یا "تبارک کی نیاز" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ایصالِ ثواب ہی کی ایک صورت ہے اور ایصالِ ثواب نیکی کا کام ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:3، ح:16، ص:643، ملخصًا)

ایصالِ ثواب کسی بھی وقت میں ہو اور کسی بھی شخصیت کے لیے ہو، بہر حال اُس میں کوئی امر خلافِ شریعت نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ مولَی المسلمین حیدرِ کرّار سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے اور رجب المرجب کی زیادہ سے زیادہ برکتیں سمیٹنے کی توفیق سے نوازے!

ربِّ لم یزل ہمارے اندر ایذائے مسلم کی حُرمت کا شعور بیدار فرمائے اور ہمیں دوسرے مسلمانوں کو اذیّت دینے کے بجائے راحت پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ وبرباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!